ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

ڈاکٹر محمد رمضان، اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور

"بانگ درا" کی پہلی اشاعت میں، تاخیر کے اسباب کا تحقیقی مطالعہ

In the first publication of "Bang-e-Dara", an exploratory study of the causes of delay

Dr. Muhammad Ramzan, Urdu Department, Islamia University Bahawalpur.

Abstract

Allama Iqbal, due to his many engagements, sometimes paid attention to the arrangement and publication of his first collection of Urdu poetry and sometimes neglected it. Iqbal's Urdu poetry was extremely popular among the people. His poetry was being published in various newspapers and magazines, or when he himself recited it in gatherings, people copied it. There were typographical errors in the poetry published in newspapers and magazines. Apart from this, there were many poems, words and poems which Iqbal did not want to publish. Nevertheless, there was a desire in his heart that this work should be completed as soon as possible. Friends and admirers were also constantly requesting through letters that he should compile a collection of his poetry. Requests for the publication of poems were coming from various places.Selection for publication was a difficult phase for him. Some of his poems were of a private nature and he believed that the public had no right to read them, some of them he destroyed. Iqbal compiled a collection of Urdu poetry. He started the work from about 1911, but due to lack of free time, he could not complete this work till 1924.In this article, an attempt has been made to find out what were the problems that delayed the publication of Bang-e-Dara.

Key words: Allama Iqbal - Bang-dara - delay - editing and arrangement - problems - letters from friends - strict selection - popularity among people

تلخیص: علامہ اقبال اپنی گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے کبھی "بانگِ درا" کی ترتیب و اشاعت کی طرف توجہ دیتے اور کبھی غافل ہو جاتے تھے۔ اقبال کے اُردو کلام کو عوام الناس میں بے حد مقبولیت حاصل تھی۔ اُن کا کلام مختلف اخبارات اور رسائل میں چھپ رہا تھا یا خود وہ محافل میں سناتے تو لوگ اُن کی نقل کر لیتے تھے۔ اخبارات و رسائل میں شائع ہونے والے کلام میں کتابت کی غلطیاں موجود تھیں۔ اس کے علاوہ بہت سے اشعار، الفاظ اور نظمیں ایسی تھیں جنہیں اقبال شائع نہیں کرنا چاہتے تھے لیکن اُن کے پاس اتنی فرصت نہیں تھی کہ وہ اس طرف توجہ دے سکیں کہ اُردو کلام کا مجموعہ مرتب ہو سکے۔ اس کے باوجود اُن کے دل میں یہ خواہش موجود رہی کہ جلد از جلد یہ کام مکمل ہو۔ دوست اور مداح بھی مسلسل خطوط کے ذریعے تقاضا کر رہے تھے کہ وہ اپنا مجموعہ کلام مرتب کریں۔ نظموں کی اشاعت کے لیے مختلف حصص ملک سے تقاضے آ رہے تھے۔ اشاعت کے لیے انتخاب ان کے لیے ایک مشکل مرحلہ تھا۔ ان کی کچھ نظمیں پرائیویٹ نوعیت کی حامل تھیں اور وہ سمجھتے تھے کہ پبلک کو انہیں پڑھنے کا کوئی حق نہیں، بعض تو انہوں نے

تلف کر دیں تھیں۔اقبال نے اردو کلام کے مجموعہ کی ترتیب کا کام تقریباً 1911ءسے شروع کیا لیکن فرصت نہ ملنے کے باعث وہ اس کام کو 1924ءتک مکمل نہ کر سکے۔اس مضمون میں یہ کھوج لگانے کی کوشش کی گئی ہے کہ وہ کون سے مسائل تھے جن کی وجہ سے بانگِ درا کی اشاعت میں تاخیر ہوئی۔

کلیدی الفاظ: علامہ اقبال-بانگ درا-تاخیر-ترتیب-مسائل-تاکیدی خطوط-کڑا انتخاب-مقبولیت

بانگِ درا" کی اشاعت سے قبل 1923ءمیں لاہور کے ایک نامور وکیل اور اقبال کے مخلص دوست مولوی احمد دین لون کشمیری نے رسالہ 'مخزن" اور دوسرے رسائل کے علاوہ انجمن حمایتِ اسلام کی روداد وں سے کلامِ اقبال جمع کر کے اقبال کے فکر و فن پر پہلی با قاعدہ اُردو کتاب "اقبال" کے عنوان سے شائع کی۔اقبال اُس وقت اُردو کے مقبول اور اعلیٰ پائے کے شاعر تھے۔اُن کا کلام مختلف اخبارات اور رسائل میں بکھرا پڑا تھا۔انجمن حمایتِ اسلام کے جلسوں میں پڑھا جانے والا کلام نقول کی صورت میں خاصی تعداد میں لوگوں کے پاس محفوظ تھا،کچھ کلام انجمن حمایتِ اسلام کی رودادوں میں محفوظ تھا لیکن ایک مجموعے کی صورت میں شائع نہیں ہوا تھا۔کلامِ اقبال کے شائقین ایک مدت سے منتظر تھے کہ سارا کلام ایک مجموعے کی شکل میں شائع ہو۔اسی مقصد کے پیشِ نظر احمد دین کو یہ احساس ہوا کہ جو نظمیں اور غزلیں اُن کے پاس محفوظ ہیں وہ اُن کو ایک کتابی شکل میں تبصرے کے ساتھ شائع کریں۔اس طرح انہوں نے اقبال کی اجازت اور مشورے کے بغیر انہیں ایک مجموعے کی صورت میں شائع کر دیا۔اُن کا مقصد محض اقبال کے کلام کو محفوظ کرنا اور اُن کی شاعرانہ قدرو منزلت کو اُجاگر کرنا تھا۔

اس سے قبل لاہور کے ایک مقامی تاجر منشی قمر الدین نے اقبال کی نظمیں کتابی صورت میں شائع کی تھیں۔یہ واقعہ "بانگِ درا" کی اشاعت سے پہلے کا ہے۔جو لوگ اقبال کی اجازت کے بغیر اُن کا کلام چھاپ دیتے تھے ایسے لوگوں پر نظر رکھنا اور اُن پر مقدمہ چلانے کا کام اقبال نے مولوی احمد دین کے سپرد کر رکھا تھا لیکن عجیب اتفاق ہے کہ جس شخص کے ذمے یہ کام تھا کہ وہ اس بات کا خیال رکھے کہ کوئی بلا اجازت کلامِ اقبال شائع نہ کرے وہی اقبال کے مشورے اور اجازت کے بغیر کتاب شائع کر رہا ہے۔دراصل مولوی احمد دین کو اقبال سے بے حد محبت تھی۔اسی محبت اور خلوص کی وجہ سے انہوں نے اقبال کی شاعری پر بحث کرتے ہوئے اُن کی تمام ابتدائی نظمیں اور غزلیں جو انہوں نے جمع کر رکھی تھیں "اقبال" کے نام سے شائع کر دیں۔اُن کا مقصد یہ تھا کہ اقبال کا منتشر کلام محفوظ ہو جائے گا اور اقبال کو خوشی بھی ہو گی۔لیکن اقبال اس سے خوش نہ ہوئے اور احمد دین سے بغیر اجازت

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

کلام چھاپنے کا شکوہ اور ناراضی کا اظہار کیا۔ جس پر احمد دین نے تمام کتابیں صحن میں رکھ کر آگ لگا دی۔ ایک دو نسخے جو انھوں نے دوستوں میں تقسیم کیے تھے وہ باقی بچ گئے۔

اسی طرح کا دوسرا واقعہ 1924ء میں پیش آیا جب حیدر آباد دکن سے مولوی عبد الرزاق (اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ جنرل ،سلطنتِ آصفیہ) نے مختلف اخبارات و رسائل سے اقبال کا کلام جمع کر کے اُن کی اجازت کے بغیر ایک مجموعہ "کلیاتِ اقبال" کے نام سے شائع کر دیا۔ مولوی عبد الرزاق کو شعر و ادب سے گہری دلچسپی تھی۔ اقبال کی شاعری نے اُن کے فکر و خیال پر گہرا اثر ڈالا جس کے نتیجے میں انھوں نے فیصلہ کیا کہ وہ رسائل، اخبارات اور یادداشتوں سے اقبال کی نظمیں اپنی بیاض میں محفوظ کر لیں۔ جب اقبال کا بہت سا کلام اُن کی بیاض میں جمع ہو گیا تو لوگ اس کو مانگ کر لے جانے لگے۔ مولوی عبد الرزاق نے دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی خاطر اس میں کبھی اعتراض نہیں کیا۔ کچھ عرصہ بعد اُن کی بیاض گم ہو گئی۔ انھوں نے دوبارہ اقبال کی نظموں کو جمع کرنا شروع کیا، تھوڑی مدت بعد تقریباً ڈیڑھ سو سے زائد نظمیں جمع ہو گئیں۔ جمع شدہ نظموں اور غزلوں کو انھوں نے ایک مجموعے کی صورت میں طبع کرا دیا تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ استفادہ کر سکیں۔ مولوی عبد الرزاق کو یہ اندیشہ بھی تھا کہ یہ بے مثال کلام کہیں ضائع نہ ہو جائے۔ اقبال چونکہ ان دنوں خود اپنے کلام کی کاٹ چھانٹ کر رہے تھے اس لیے انھوں نے اس اشاعت کو بھی پسند نہیں کیا مولوی عبد الرزاق، سر اکبر حیدری اور مہاراجہ کشن پرشاد سے طویل خط و کتابت کے بعد یہ طے پایا کہ اس کلیات کی پہلی اشاعت کو حیدر آباد دکن تک ہی محدود رکھا جائے گا اور یہ دوبارہ شائع نہیں کی جائے گی۔

مولوی احمد دین کی تالیف "اقبال" اور مولوی عبد الرزاق کا ترتیب دیا ہوا "کلیاتِ اقبال" دو ایسے واقعات تھے جنھوں نے اقبال کو سنجیدگی کے ساتھ "بانگِ درا" کی اشاعت کی طرف متوجہ کیا۔ اقبال اپنی گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے کبھی اس طرف توجہ دیتے اور کبھی غافل ہو جاتے تھے۔ اقبال کے اُردو کلام کو عوام الناس میں بے حد مقبولیت حاصل تھی۔ اُن کا کلام مختلف اخبارات اور رسائل میں چھپ رہا تھا یا خود وہ محافل میں سناتے تو لوگ اُن کی نقل کر لیتے تھے۔ اخبارات و رسائل میں شائع ہونے والے کلام میں کتابت کی غلطیاں موجود تھیں۔ اس کے علاوہ بہت سے اشعار، الفاظ اور نظمیں ایسی تھیں جنھیں اقبال شائع نہیں کرنا چاہتے تھے لیکن اُن کے پاس اتنی فرصت نہیں تھی کہ وہ اس طرف توجہ دے سکیں کہ اُردو کلام کا مجموعہ مرتب ہو سکے۔ اس کے باوجود اُن کے دل میں یہ خواہش موجود تھی کہ جلد از جلد یہ کام مکمل ہو۔ دوست اور مداح بھی مسلسل خطوط کے ذریعے تقاضا کر رہے تھے کہ وہ اپنا مجموعۂ کلام مرتب کریں۔

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

11/مارچ 1903ء کے ایک خط میں منشی سراج الدین کو لکھتے ہیں:

" ترتیبِ اشعار کی خود مجھے فکر ہو رہی ہے مگر یہ خیال ہے کہ ابھی کلام کی مقدار تھوڑی ہے۔ بہر حال جب یہ کام ہو گا تو آپ کے صلاح مشورے کے بغیر نہ ہو گا۔"(1)

اُردو کلام کے مجموعے کی ترتیب کے سلسلہ میں ایک اور خط شاطر مدراسی کے نام ہے جو اقبال نے 29/اگست 1908ء کو تحریر فرمایا۔ اس خط میں اقبال نے نہ صرف اُردو مجموعہ کلام کی ترتیب سے انکار کیا بلکہ شعر گوئی کو ترک کرنے کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"میں ایک دو ماہ تک سیالکوٹ میں مقیم رہوں گا، پھر لاہور میں بیرسٹر کا کام شروع کروں گا۔ میں نے ملازمت کا سلسلہ ترک کر دیا ہے۔ آپ میرے مجموعے کی نسبت جاننا چاہتے ہیں، لیکن میرے لئے ان اوراق کو جمع کرنے یا حقیقت میں ان کی ضرورت نہیں ہے۔ میں کبھی کبھی دوستوں کے دل بہلانے کے لئے کچھ لکھتا ہوں، لیکن گزشتہ تین سالوں سے شاعری میں بہت کم مصروف ہوں، اور اب میں ایسا پیشہ اختیار کرنے جا رہا ہوں جو شاعری سے متعلق نہیں ہے"(2)

عطیہ بیگم کے نام علامہ اقبال کے دو خط ملتے ہیں جن میں اقبال نے ایک ایسے شخص کے بارے میں بتایا ہے جس نے مجموعہ کی اشاعت کے سلسلہ میں اپنے تعاون کی پیشکش کی ہے کہ وہ خود مقدمہ لکھ کر اسے ہندوستان سے شائع کروائے گا، لکھتے ہیں:

"ایک صاحب جنہیں آپ سے ملاقات حاصل ہے، اپنی خدمات اس سلسلہ میں پیش کی ہیں کہ وہ مقدمہ خود لکھیں گے۔ ہندوستان کے بہترین مطبع میں اسے زیورِ طبع سے آراستہ کرائیں گے اور جرمنی سے اس کی جلد بندھوائیں گے"(3)

عطیہ فیضی کے نام ہی 7/جولائی 1911ء کے ایک مکتوب میں اپنے ایک دوست کے بارے میں بتایا ہے کہ جس نے ایک بیاض بھیجی ہے اور ایک کاتب کو نظمیں اور غزلیں خوش خط لکھنے کے لیے مقرر کیا ہے، لکھتے ہیں کہ:

"ایک دوست نے میری نظموں کی بیاض ارسال فرمائی ہے۔ کاتب انہیں خوشخط لکھ رہا ہے۔ جب کتابت ختم ہو چکے گی تو نظر ثانی کروں گا جو نظمیں اشاعت کے قابل سمجھی جائیں

گی انہیں دوبارہ لکھواؤں گا اور ایک نقل آپ کی خدمت میں بھی پیش کروں گا۔ ممنونیت کا توسوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ کی مسرت ہی میرا اصل ہے۔" (4)

اسی خط میں آگے لکھتے ہیں کہ وہ اپنی اشاعت کا انتخاب کس طرح چاہتے ہیں:

"اشاعت کے لیے انتخاب میرے لیے ایک مشکل مرحلہ ہے۔ گزشتہ پانچ چھ سال سے میری نظمیں زیادہ تر پرائیویٹ نوعیت کی حامل ہیں اور میں سمجھتا ہوں پبلک کو انہیں پڑھنے کا حق نہیں، بعض تو میں نے تلف کر ڈالی ہیں تا کہ کوئی انہیں چرا کر شائع نہ کر دے۔ بہرحال دیکھوں گا اس سلسلہ میں کیا کیا جاسکتا ہے۔" (5)

اقبال کے خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے مجموعہ کی ترتیب کا کام تقریباً 1911ء سے شروع کیا لیکن فرصت نہ ملنے کے باعث وہ اس کام پر مکمل توجہ مرکوز نہ رکھ سکے۔ 3/ اپریل 1919ء کو مولانا سلیمان ندوی کے نام آپ نے اپنے ایک مکتوب میں اُردو کلام کا مجموعہ شائع نہ ہوسکنے کی وجہ بیان کی، لکھتے ہیں:

"مجموعہ اب تک مرتب نہ ہوسکنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اب ان تمام نظموں پر نظر ثانی کرنا چاہتا ہوں جس کے لیے فرصت نہیں ملتی۔ ان شاءاللہ بعد از نظر ثانی شائع کردوں گا" (6)

علامہ اقبال کو اُردو مجموعہ کلام کی اشاعت کے سلسلے میں مالی اعانت کی پیش کش بھی ہوئی لیکن اُن کی غیرتِ فقر نے اسے قبول نہ کیا۔ 22/ دسمبر 1920ء کے ایک مراسلہ میں لاہور ضیاء الدین برنی کے نام اپنے مکتوب میں تحریر کرتے ہیں کہ:

"میں مجموعہ مرتب کر رہا ہوں کچھ نظموں کی نظر ثانی باقی ہے۔ بعض دولت مند دوستوں نے اسے نہایت عمدہ کاغذ پر چھاپنے کا تہیہ کیا ہے۔ ان کی خواہش ہے کہ روپیہ وہ خرچ کریں اور فائدے تمام و کل میں اُٹھاؤں، دل اس کے قبول کرنے میں بھی متامل نہیں ہے" (7)

کلامِ اقبال کی اشاعت کے سلسلہ میں چودھری محمد حسین نے روزنامہ "زمیندار" کے ایڈیٹر کو تحریر کیا کہ علامہ کا اُردو مجموعہ کلام زیر ترتیب ہے اور تقریباً 1924ء کے نصف اوّل میں منظر عام پر آجائے گا۔ انہوں نے تحریر کیا کہ:

"علامہ ممدوح کا اُردو کلام اس وقت مرتب ہو رہاہے اور قوّی اُمید ہے کہ 1924ء کے نصف اوّل میں طبع ہوکر پبلک تک پہنچ جائے گا۔ حسن کلام، حسن

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

ترتیب و تدوین کا اتنا محتاج ضرور ہے کہ تھوڑا عرصہ مسلسل ممدوح کو اپنی طرف متوجہ رکھے۔ جس طرح آپ سالہا سال سے سن رہے تھے اُردو کلام شائع ہو گا اور اب تک شائع نہ ہوا۔ یہ آپ کا سننا اور سنانا بھی اسی سلسلہ میں ہے۔ اُردو کلام اب واقعی مرتب ہو رہا ہے اور واقعی تھوڑے عرصے تک شائع ہو جائے گا"(8)

"بانگِ درا" کی اشاعت اور دیباچے کی تصانیف کی اطلاع علامہ اقبال نے خان نیاز الدین کو 13 / جولائی 1924ء کے ایک خط میں اِن الفاظ میں دی:

"اُردو مجموعہ چھپ گیا ہے۔ قریباً دو ہفتہ تک بالکل تیار ہو جائے گا۔ شیخ عبد القادر صاحب اس کا دیباچہ لکھ رہے ہیں جو کل ان شاءاللہ ختم ہو جائے گا۔ اس کی لکھائی، چھپائی میں ایک ہفتہ لگ جائے گا"(9)

بالآخر "بانگِ درا" شیخ عبد القادر کے تحریر کردہ مفصل دیباچے کے ساتھ پہلی بار ستمبر 1924ء کو کریمی پریس لاہور کی جانب سے شائع ہوئی۔ اس کی ضخامت 336 صفحات تھی۔ اس کی اشاعت پر کافی خرچہ ہوا تھا۔ اس رقم کی وصولی میں کافی عرصہ لگا۔ اس کے علاوہ فروخت کے جھنجھٹ کے لیے علامہ اقبال کے پاس وقت نہیں تھا لہٰذا انہوں نے پورے دو ہزار نسخے شمس العلماء مولوی ممتاز علی کی فرم کے سپرد کر دیے تھے۔ مولوی ممتاز علی نے اپنا کمیشن وضع کر کے کتابوں کی قیمت یکمشت ادا کر دی تھی۔(10) "بانگِ درا" کی اشاعت کا مرحلہ طے ہوا اور اقبال نے شیخ مبارک علی کے نام خط جو 26 / اگست 1924ء کو تحریر کیا اُس میں انہوں نے بتایا کہ:

"بانگِ درا کی طباعت وغیرہ کا بل کریمی پریس کی طرف سے میرے پاس آگیا ہے جس کو میں ادا کروں گا۔ آپ اسے ادا کرنے کی زحمت گوارا نہ کرنا لیکن عبد المجید صاحب کاتب کا "بل" ابھی تک میرے پاس نہیں آیا۔ اگر آپ نے ادا کر دیا تو بہتر اگر ابھی تک ادا نہیں ہوا تو اطلاع دیجیے کہ اس سے بل منگوا کر ادا کر دیا جائے"(11)

"بانگِ درا" کا پہلا ایڈیشن جو چھپا تھا اسے میسرز ممتاز علی اینڈ سنز ریلوے روڈ لاہور نے فروخت کیا جس سے اقبال کو ۶۶ فی صد آمدنی ہوئی اور 33 فی صد کتب فروش نے کمایا۔ معاہدے کی رو سے منشی ممتاز علی اس کی فروخت کے ذمہ دار تھے اور آمدنی کا تخمینہ 8500 روپے لگا تھا(12)۔ "بانگِ درا" کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ اس زمانے میں علامہ اقبال کو سب

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

سے زیادہ آمدنی اسی کتاب سے ہوئی۔ مثال کے طور پر 25-1924ء کے مالی سال میں "بانگِ درا" کی فروخت سے 5500 روپے آمدنی ہوئی اور پانچ سو روپے رائلٹی ملی(13)۔ "بانگِ درا" کی مقبولیت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس سے پہلے اقبال کا فارسی کلام ہی یک جا ہو کر کتابی شکل میں آیا تھا اور فارسی کلام سے صرف فارسی جاننے والے ہی استفادہ کر سکتے تھے لیکن اُردو کے کلام سے ہر ایک مستفیض ہو رہا تھا۔ ڈاکٹر عبد السلام خورشید کے مطابق:

> "اس کتاب کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ کلام کی ترتیب تاریخ وار ہوئی۔ اس طرح عوام اس قابل ہوئے کہ علامہ کے فکری ارتقاء سے آگاہ ہو سکیں"(14)

"بانگِ درا" جب منظر عام پر آئی تو عوام الناس نے خوب پذیرائی بخشی اور اہلِ علم و دانش نے اس پر اپنی رائے کا اظہار بھی کیا۔ مولوی عبد الحق نے رسالہ "اُردو" اکتوبر 1924ء کی اشاعت میں "بانگِ درا" پر سیر حاصل تبصرہ کیا۔ مولوی عبد الحق نے لکھا:

> "کتاب کھولتے ہی پہلی نظم جس پر نظر پڑتی ہے وہ "ہمالہ" ہے۔ کوہِ ہمالہ ہندوستان کی شان و شوکت کا نشان اور اس کے حفظ و امن کا پاسبان ہے۔ ہندوستان کا بچہ بچہ اسے جانتا ہے اور اس پر فخر کرتا ہے۔ جس شاعر کی ابتداء "کوہِ ہمالہ" ہو اُس کی انتہا کیا ہو گی۔ اقبال کے لیے اس میں نیک شگون پاتا ہوں"(15)

مولانا غلام رسول مہر نے "بانگِ درا" پر ان الفاظ میں تبصرہ کیا ہے:

> "اقبال کی اُردو شاعری نے جس کے مجموعہ نے "بانگِ درا" کا نام پایا اتنا کیا کہ سوتوں کو جگایا اور ان کو بتایا کہ تم مقیم نہ تھے مسافر تھے، کارواں تھے۔ منزلِ مقصود کہاں اور تم طویل و دشوار گزار راہ کے اس ابتدائی مقام پر دم لینے کے بہانے بیٹھے، لیٹے اور پھر سو ہی گئے اور ایسے سوئے کہ کروٹ نہ لی"(16)

اقبال کا کلام مختلف اوقات میں مختلف رسائل و جرائد کی زینت بنتا رہا۔ مولوی احمد دین کی مرتب کردہ کتاب "اقبال" اور عبد الرزاق کی ترتیب کردہ "کلیاتِ اقبال" اور "بانگِ درا" میں شامل کلام کے متون کا تقابل کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اقبال نے اپنے کلام میں بہت سی ترامیم کی ہیں۔ یہ ترامیم کہیں الفاظ کا ردوبدل ہے تو کہیں خیالات میں تبدیلی لائی گئی ہے، کہیں اشعار و مصرعوں میں تبدیلیاں ہیں تو کہیں پوری پوری نظمیں محذوف کر دی گئی ہیں۔

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

بانگِ درا تین حصوں میں تقسیم ہے۔ یہ تین حصے اُن کے فکری ارتقاء کو سمجھنے میں معاون ثابت ہیں ہر دور کی پہلی نظم اس حصے کے کلام کے مزاج کا پتہ دیتی ہے۔ پہلے حصے میں 1905ء تک کا کلام شامل ہے اس حصہ کی پہلی نظم "ہمالہ" ہے ہمالہ بلندی کی علامت ہے یہ دور اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اقبال آسمان کی بلندیوں کو چھونے کے متمنی ہیں۔ دوسرے حصے میں 1905ء سے 1908ء کا کلام شامل ہے اس دور کی پہلی نظم "محبت" ہے یہ دور اقبال کے قیام یورپ کا دور ہے اس میں زیادہ تر کلام رومانوی ہے اور تیسرے حصے میں 1908ء سے لے کر 1924ء تک کے کلام کو جگہ دی گئی ہے اس حصہ کی پہلی نظم "بلاد اسلامیہ" ہے۔ یہ اس بات کا اعلان ہے کہ وہ اب مقامیت سے آفاقیت کی طرف گامزن ہو چکے ہیں۔ اب ان کے سامنے ہندوستان، ایشیا یا برصغیر نہیں بلکہ ان کی شاعری کا کینوس نیل کے ساحل سے لے تا بخکِ کاشغر تک پھیل چکا تھا۔

حوالہ جات

1۔ مظفر حسین برنی، سیّد، (مرتب) "کلیاتِ مکاتیب اقبال"، جلد اول، اردو اکادمی دہلی 1993 صفحہ 72

2۔ ایضاص 151

3۔ عطاء اللہ شیخ، (مرتب) اقبال نامہ، "مکاتیب اقبال" اقبلؒ اکادمی پاکستان 2005ء ص 445

4۔ ایضاًص 445

5۔ ایضاًص 446

6۔ مظفر حسین برنی، سیّد، (مرتب) "کلیاتِ مکاتیبِ اقبال"، جلد دوم، صفحہ 77

7۔ بشیر احمد ڈار "انوارِ اقبال"، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، 1977 طبع دوم، صفحہ 1458. حنیف شاہد، محمد، "مفکرِ پاکستان"، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، 1982ء، صفحہ 674

9۔ مظفر حسین برنی، سیّد، (مرتب) "کلیاتِ مکاتیبِ اقبال"، جلد دوم، صفحہ 520

10۔ گوہر نوشاہی، (مرتب) "مطالعہ اقبال"، بزم اقبال، لاہور، 1971ء، صفحہ 462

11۔ بشیر احمد ڈار، (مرتب) "انوارِ اقبال"، صفحہ 171

12۔ حنیف شاہد، محمد، "مفکرِ اقبال"، صفحہ 676

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

13۔ ایضاً، صفحہ 276

14۔ عبدالسلام خورشید، ڈاکٹر، "سرگزشتِ اقبال"، صفحہ ۳۸۱

15۔ ممتاز حسن، ڈاکٹر، (مرتب) "اقبال اور عبدالحق"، صفحہ 730۔

16۔ حمزہ فاروقی، محمد، (مرتب) "حیاتِ اقبال کے چند مخفی گوشے"، ادارہ تحقیقاتِ پاکستان دانشگاہ پنجاب، لاہور، طبع اوّل، مارچ 1985ء، صفحہ 85